بسم اللہ الرحمن الرحیم

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى خَاتَمِ الأَنْبِيَاءِوَالْمُرْسَلِيْنَ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِين ، وَبَعْدُ:

پوائنٹ نمبر-43: مجملات کے ساتھ کلام کرنااور تفصیل وبیان اور وضاحت اور ترک کر دینا منہج سلف میں سے نہیں ہے۔

"ليس من منهج السلف" لفضیلۃالشیخ محمد بن عمر بازمول حفظہ اللہ کے اس پیارے رسالے کی شرح کادرس جاری ہےاور آج کی نشست میں پوائنٹ نمبر 43پر بات کرتے ہیں شیخ صاحب فرماتے ہیں:

"ليس من منهج السلف: الكلام بالمجملات وترك التفصيل والبيان"

(مجملات کے ساتھ کلام کرنااور تفصیل وبیان اور وضاحت اور ترک کر دینا منہج سلف میں سے نہیں ہے)

آج کی نشست میں منہج السلف کی ایک اہم بات کے تعلق سے چند اہم باتیں کرتے ہیں جس کا تعلق بیان سے ہے کہ جب کوئی عالم یا طالب علم کوئی مسئلہ بیان کرناچاہتاہے دلائل کی روشنی میں تو اسے چاہیے کہ وہ اجمال سے کام نہ لے بلکہ تفصیل سے کام لے خصوصی طور پر عقیدے کے مسائل میں ایمانیات کے مسائل میں۔ اگر مجمل الفاظوں میں بات کی جائے بغیر تفصیل کے بغیر وضاحت کے تو سننے والے کو پریشانی ہو جاتی ہے وہ ذبذبے کا شکار ہو جاتا ہے۔ صحیح عالم اور سلفی عالم اور طالب علم کی پہچان یہ ہے کہ وہ جب بات کرتا ہے عقیدے کے مسائل کے تعلق سے تو تفصیل سے بات کرتا ہے مکمل وضاحت کے ساتھ اور یہی راستہ ہے سلف صالحین کا اور منہج سلف میں سے ایک اہم اور بنیادی باتوں میں سے ایک بات کا۔ آیئے دیکھتے ہیں اس پوائنٹ کے تعلق سے چند اہم باتیں علماء کے اقوال اور جو مجملات سے بات کرتے ہیں تفسیر اور بیان کو ترک کر دیتے ہیں اُن کی مذمت کیسے کی گئی ہے، سب سے پہلے ارشاد باری تعالی ہے:

﴿الٓرٰ كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ ۝۱
اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ۭ اِنَّنِيْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ ۝۲﴾ (هود:1)

ارشاد باری تعالی ہے: ﴿الٓرٰ﴾:

یہ حروف مقطعۃ ہیں بعض سورتوں کی ابتداء ان حروف مقطعۃ سے ہوئی ہے جس سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ قرآن مجید جو ہے یہ عربی زبان میں نازل ہوا ہے۔

یہ اللہ تعالی کا کلام ہے اور عربی زبان میں ہے جس کے حروف الف باء تاء، إلي آخره، تو ﴿الٓرٰ﴾ بھی یہ حروف ہیں قرآن مجید کے جس سے چیلنج کیا گیا ہے عربی زبان بولنے والوں کو کہ اگر تم واقعی یہ سمجھتے ہو کہ قرآن مجید اللہ تعالی کا کلام نہیں ہے جو تمہاری زبان سے اتارا گیا ہے تو تمہیں چیلنج ہے کہ ان ہی حروف کو ملا کر تم ایک سورۃ بنا کر دکھاؤ۔

﴿كِتٰبٌ﴾: یہ ایک کتاب ہے۔ کیسی کتاب ہے؟ ﴿اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ﴾: جس کی آیتیں محکم ہیں۔

﴿ثُمَّ فُصِّلَتْ﴾: پھر ان محکم آیات کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔

کس نے تفسیر کی ہے ان آیات کی؟ ﴿مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ ۝﴾: خوب حکمت والا اور خوب خبر رکھے والا۔

جو حکیم اور خبیر ہے ربّ ذوالجلال سبحانہ وتعالی نے اس عظیم کتاب کو اتارا ہے جس کی آیات محکم ہیں اور تفصیل بھی ان احکام کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے خود بیان فرمائی ہے ان احکام اور تفصیل کے تعلق سے جو سب سے بنیادی بات ہے وہ کیا ہے؟

﴿اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ﴾: کیا ہے یہ؟ "لا الہ الا اللہ": محکم ہے جملہ ہے اس کی تفصیل بھی آپ کو قرآن مجید میں مل جائے گی۔

کلمہ توحید کے ارکان موجود ہیں شروط سارے کے سارے قرآن مجید میں موجود ہیں، اس کے لوازمات متعلقات بھی، احکام سب موجود ہیں تو کلمہ تو ایک ہے، دیکھیں یہاں پر یہ نہیں فرمایا "لا الہ الا اللہ" بلکہ تفصیل کیا ہے کہ الہ کا کیا معنی ہے؟ معبود بر حق۔

﴿اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ﴾: یہ واضح دلیل ہے کہ الہ کا مطلب کیا ہے؟ معبود بر حق۔

﴿اِنَّنِيْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ ۝﴾: بے شک میں تمہارے لیے اسی کی طرف سے خبر دار کرنے والا ہوں اور بشارت دینے والا ہوں (یعنی اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام)۔

امام ابن جریر الطبری رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

﴿اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ﴾: یعنی "هي محكمة في لفظها" (قرآن مجید کے الفاظ محکم ہیں) "مفصلة في معناها" (اور جو تفصیل ہے اس کے معنی میں ہے)۔ یعنی جب ہم کہتے ہیں "لا الہ الا اللہ" تو سارے مسلمان کے جو بنیادی عقائد کے اصول ہیں اس کلمے میں موجود ہیں، اب معنی مفصل ہے جملہ لفظا ایک ہے تو امام جریر الطبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "هي محكمة في لفظها ، مفصلة في معناها ، فهو كامل صورة ومعنى": تو قرآن مجید کامل ہے لفظ کے اعتبار سے اور معنی کے اعتبار سے۔

اور یہی مسلک ہے اور منہج ہے سلف الصالحین کا کہ قرآن مجید کو سمجھا ہے براہ راست اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور بنیادی اسباق میں سے یہ سبق ملا ہے کہ جب بات کرنی ہے تو آپ کے الفاظ محکم ہونے چاہئیں اس کے ساتھ تفصیل بھی ہونی چاہیے۔

آیئے دیکھتے ہیں سلف میں سے اور علماء کے اقوال جو مذمت کرتے ہیں اجمال کی بغیر تفصیل کے:

1-امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی کتاب ہے الرد على الجهمية والزنادقة اس کے مقدمے میں فرماتے ہیں:

"الحمد لله الذي جعل في كل زمان فترة من الرسل بقايا من أهل العلم ، يدعون من ضل إلى الهدى ، ويصبرون منهم على الأذى "إلي آخره: آخر میں اس مقدمے میں جو انہوں نے یعنی حمد وثناء کے بعد جو مقدمہ باندھا ہے اس کے آخری الفاظ پر ذرا غور کریں فرماتے ہیں: "فما أحسن أثرهم على الناس وأقبح أثر الناس عليهم، ينفون عن كتاب الله تحريف الغالين، وانتحال المبطلين، وتأويل الجاهلين الذين عقدوا ألوية البدعة وأطلقوا عنان الفتنة، فهم مختلفون في الكتاب، مخالفون للكتاب

، متفقون على مفارقة الكتاب يقولون على الله وفي الله وفي كتاب الله بغير علم ، يتكلمون بالمتشابه من الكلام ، ويخدعون جهال الناس بما يشبهون عليهم ، فنعوذ بالله من فتن المضلين": آخر میں کہتے ہیں کہ ایسے لوگ بھی ہیں جو مخالفت کرتے ہیں سلف کے راستے کی۔

مخالفت کیسے کرتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ کی کتاب کی مخالفت کرتے ہیں بلکہ اُن کا اتفاق ہے اللہ تعالیٰ کی کتاب کی مخالفت کرنے پر اور اللہ تعالیٰ کی کتاب پر بغیر علم کے بات کرتے ہیں اور "بالمتشابه من الكلام" سے بات کرتے ہیں جاہل لوگوں کو دھوکا دیتے ہیں اور اپنے شبہات ان میں عام کر دیتے ہیں "فنعوذ بالله من فتن المضلين": آمین یاربّ العالمین۔

اگر آپ کی بات میں تفصیل نہیں ہے وضاحت نہیں ہے اور متشابہ الفاظوں سے آپ بات کرتے ہیں اس کا نتیجہ کیا نکلے گا؟ لوگ دھوکے میں آجائیں گے اور شکوک اور شبہات میں پڑ جائیں گے جس کی وجہ سے فتنے عام ہو جائیں گے اور گمراہی اور شک کا دروازہ کھل جاتا ہے۔

2-امام ابن أبي العز الحنفی **شرح الطحاوية** میں فرماتے ہیں: "والتعبير عن الحق بالألفاظ الشرعية النبوية الآلهية هو سبيل أهل السنة والجماعة"۔ حق کی اگر کسی نے تعبیر کرنی ہے اس کے بارے میں ذرا غور سے سنیں: "والتعبير عن الحق": حق کی تعبیر کیسے کی جاتی ہے؟ "بالألفاظ الشرعية النبوية الآلهية": شرعی نبوی الٰہی الفاظ سے کی جاتی ہے اور یہی راستہ ہے اہل سنت والجماعت کا راستہ سلف کا راستہ۔

کیا مطلب ہے آپ نے اگر دین کے متعلق کوئی بات کرنی ہے تو آپ کے الفاظ کیسے ہونے چاہیئں؟ شریعت کے مطابق ہونے چاہیئں۔

نبوی الٰہی سے کیا مراد ہے؟ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے۔

آپ کوئی حدیث دیکھ لیں کم الفاظوں میں کتنے معنی موجود ہوتے ہیں، آیت کریمہ کو دیکھ لیں ایک جملے میں کتنی معلومات موجود ہوتی ہیں، اسی طریقے سے اہل سنت والجماعت کا بھی یہ طریقہ ہے یہی راستہ ہے، سبیل المؤمنین اور اہل سنت والجماعت اور سلف صالحین کا یہی راستہ ہے۔

3- شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ **مجموع الفتاویٰ** میں فرماتے ہیں: "پھر تعبیر کرنا الفاظوں کی اگر الفاظوں میں اشتباہ اور اجمال ہو (اہل سنت والجماعت کے تعلق سے بات کر رہے ہیں) تو اُن کو چاہیے کہ بغیر اجمال کے بات بیان کریں اور جو صحیح مراد ہے اسے بیان کریں جس سے حق کی تعریف اور وضاحت شرعی طریقے سے ہو جاتی ہے"۔ بہت سارے ایسے لوگ ہیں جن کے بیچ میں نزاع اور اختلاف ہوتا ہے جس کا سبب مجمل الفاظ ہوتے ہیں بدعتی الفاظ ہوتے ہیں اور مشتبہ الفاظ ہوتے ہیں آپ یہ دیکھیں کہ دو لوگ جھگڑ رہے ہیں الفاظوں کے تعلق سے اور کیونکہ انہوں نے اجمال سے کام لیا ہے تفصیل سے کام نہیں لیا اور اگر ان سے پوچھا جائے ان الفاظوں کا معنی کیا ہے تو اُن میں سے ہر بندہ اپنے تصور کے مطابق جواب دے گا اور اگر ان کے دلیل کے مطابق بات سامنے رکھ دی جائے اور دونوں اس پر ذرا غور کریں تو یہ دیکھا جاتا ہے کہ دونوں کے معنی میں فرق نہیں ہے لیکن اختلاف جو ہے وہ اجمال کی وجہ سے اُن کا آپس میں اختلاف واقع ہوا ہے۔

پھر فرماتے ہیں: "فالسلف والأئمة لم يكرهوا الكلام لمجرد ما فيه من الاصطلاحات": اور سلف اور آئمہ جو ہیں اس کلام کو یعنی مکروہ ہی سمجھیں گے صرف اصطلاح کی وجہ سے۔

یعنی مثال کے طور پر جیسا کہ جسم کا لفظ ہے یہ جسم کا لفظ جو ہے یہ مجمل لفظ ہے اور اس میں حق بھی ہے اور باطل بھی ہے یعنی جو اللہ تعالی کے اسماء و صفات ہیں اللہ تعالی کے دو ہاتھ ہیں اللہ تعالی کی دو آنکھیں ہیں جیسا کہ اللہ تعالی کے شایان شان ہے اہل تعطیل (انکار کرنے والے) کیا کہتے ہیں؟ اس سے جسم لازم آتا ہے اس لیے ہم انکار کر دیتے ہیں۔

اہل سنت والجماعت کا کیا طریقہ ہے؟ اب جسم کے لفظ میں ابہام ہے اشکال ہے اجمال بھی ہے اہل سنت والجماعت کا اس میں طریقہ کیا ہے ایسے لفظ میں جسم کے لفظ میں یا جہت کے لفظ میں؟ تفصیل ہے۔ بھئی سوال کرتے ہیں (تفصیل دیکھیں سوال میں ہے) کہ تمہاری مراد کیا ہے جسم سے؟ اگر تمہاری مراد جسم کے لفظ سے یہ ہے کہ اللہ تعالی کی صفات کو ثابت کرنے سے کہ اللہ تعالی محتاج ہے دو ہاتھوں کے لیے آنکھوں کے لیے اپنی ذات کے لیے جیسا کہ مخلوق کا جسم ہے اگر یہ مراد ہے تو یہ **باطل علی باطل** ہے بلکہ یہ نظریہ بھی کفریہ نظریہ ہے کہ کیسے ممکن ہے کہ اللہ تعالی ان حصوں کا محتاج ہو! یہ تو بشر ہم مخلوق محتاج ہیں۔

اور اگر تمہارا معنی جسم سے یہ ہے کہ اللہ تعالی کی صفات کو ثابت کرنے سے جسمیت لازم آتی ہے تو ہمیں کوئی پرواہ نہیں ہے لیکن جسم کا لفظ استعمال نہ کریں کیونکہ یہ لفظ شرعی نہیں ہے، اس کی دلیل قرآن اور سنت میں نہیں ہے، تمہارا معنی ٹھیک ہے کہ اللہ تعالی کی صفات ہیں جیسا کہ اللہ تعالی کے شایان شان ہے تو اُس کو جسم کیوں کہتے ہو؟! جسم کہہ کر نفی کیوں کرتے ہو؟! تو یہ اشکال کس وجہ سے ہوا؟ مجمل لفظ سے۔

اب یہ لفظ مجمل ہے اور غیر شرعی بھی ہے شریعت میں یہ لفظ موجود نہیں ہے تو اس سے بہتر ہے کون سا لفظ استعمال کرنا ہے؟ جو قرآن اور سنت میں ثابت ہے۔ کیا ثابت ہے؟ کہ اللہ تعالی کے دو ہاتھ ہیں، اللہ تعالی کی دو آنکھیں اور باقی جو اللہ تعالی کی صفات ہیں ہم وہ ثابت کرتے ہیں اگر تمہاری نظر میں جسمیت لازم آتی ہے تو تمہاری عقل جانے تم جانو ہمارے نزدیک جسمیت لازم نہیں آتی ہمارا ایمان ہے اس پر۔

4- پھر ابن القیم رحمہ اللہ **النونیۃ** میں بڑی پیاری بات فرماتے ہیں، فرماتے ہیں:

وعليك بالتفصيل والتبيين، فالإجمال والإطلاق دون بيان
قد أفسدا هذا الوجود وخبّطا الأذهان والآراء كل زمان

شیخ صالح آل الشیخ حفظہ اللہ شرح عقیدۃ واسطیۃ میں ابن القیم کے اس شعر کے تعلق سے اس بیت کے تعلق سے "(عليك بالتفصيل والتبيين)" فرماتے ہیں: "إذا كان العالم يتكلم فإنه يفصل ويبين" (اگر عالم کوئی بات بیان کرنا چاہتا ہے تو تفصیل اور بیان سے کام لے) "في المؤلَّف" (جو تالیف وہ کر رہا ہے تصنیف میں) "وكذلك في الكلام" (اور جب وہ کوئی بات کرتا ہے اپنے لیکچر یا اپنے درس میں) "يفصل ويبين" (تو اُسے تفصیل اور بیان سے کام لینا چاہیے) "فإن أكثر الناس يتعلق بالمجملات" ((کیونکہ اکثر لوگ جو ہیں وہ کیا کرتے ہیں؟ مجمل الفاظوں کو لے لیتے ہیں) "ويقع منه اشتباه من جهة ما سمع لأجل عدم التبيين" (اور وضاحت نہ ہونے کی وجہ سے بہت سارے لوگ اشکال اور اشتباہ میں پڑ جاتے ہیں) "فيقول: عليك بالتفصيل والتبيين" (تو امام ابن القیم فرماتے ہیں تمہارے اوپر لازمی ہے کہ تم تفصیل اور بیان سے کام لو) "التفصيل والتبيين لنصوص الكتاب والسنة" (تفصیل اور تبیین جو ہے کتاب و سنت کی نصوص میں کی جاتی ہے)" (فالإجمال والإطلاق دون بيان قد أفسدا هذا الوجود) يعني" شیخ صاحب فرماتے ہیں: "أن من أخذ بالمجمل ولم يأخذ بالمبين من أخذ بالمطلق ولم يأخذ بالمقيد من أخذ بالنص يعني بالدليل مع الكتاب والسنة ولم ينظر في

فهمه إلى فهم أهل العلم فإنه يحصل له من البعد عن طريقة أهل السنة بقدر ما بعد من جهة فهمه للأدلة"(قرآن اور سنت کے نصوص عام بھی ہیں خاص بھی ہیں، مطلق بھی ہیں مقید بھی ہیں، مجمل بھی ہیں مبین بھی ہیں (تو کیسے کام کرنا چاہیے؟) اگر صرف عمومات پر بات کی جائے اور جو مخصص ہے اُس کا ذکر نہ کیا جائے تو بات مبہم رہے گی مجمل رہے گی سننے والے کو وہ فائدہ نہیں ہوگا تو تفصیل سے فائدہ ہوتا ہے، تو وہ تذبذب کا شکار ہو جاتا ہے مسئلہ واضح نہیں ہوتا، اسی طریقے سے اگر مطلقات سے بات کی جائے اور تقیید نہ کی جائے)۔

دیکھیں قرآن مجید میں چور کے کاٹنے کی اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ جب چور چوری کرتا ہے اُس کا ہاتھ کاٹ دو تو ہاتھ کہاں سے کاٹیں؟ سنت نے اُسے مقید کیا ہے ﴿فَاقْطَعُوٓا اَيْدِيَهُمَا﴾ (المائدة:38) چور مرد ہو یا عورت ہو ہاتھ کاٹو اُس کے۔

تو ہاتھ کس کو کہتے ہیں؟ انگلیوں کے یہاں سے حصے کو لے کر پورے بازو کو عربی میں ید کہتے ہیں ہاتھ کہتے ہیں تو کہاں سے کاٹنا چاہیے؟ یہاں سے کاٹنا ہاتھ کا کاٹنا ہے، کندھے سے کاٹنا ہاتھ کا کاٹنا ہے، یا ایلبو (Elbow) سے کاٹیں یہاں کہنی سے یہ بھی ہاتھ کا کاٹنا ہے، رسٹ (Wrist) یہاں سے ہتھیلی سے کاٹیں یہ بھی ہاتھ کا کاٹنا ہے، تو مطلق سے بات کی جاتی اگر اس حکم پر عمل کرنا ہوتا تو قاضی کیا فیصلہ کرتا کہ ہاتھ کہاں سے کاٹنا ہے تو مشکل ہے کہ نہیں؟! ایک قاضی کہتا ہے کہ کندھے سے کاٹو دوسرا کہتا ہے کہنی سے کاٹو تیسرا کہتا ہے کہ یہاں سے ہتھیلی سے کاٹو اختلاف ہوا کہ نہ ہوا؟ اب اس اختلاف کو دور کس چیز نے کیا ہے؟ سنت نے۔ کیسے؟ مقید کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام نے جب چور کا ہاتھ کاٹا تو کہاں سے کاٹا ہے؟ دائیں ہاتھ کی ہتھیلی کے جوڑ سے رسٹ (Wrist) جو ہے یہاں سے کاٹا ہے۔

تو اجمال اور تفصیل میں فرق ہے کہ نہیں؟ اور اسی طریقے سے جب آپ قرآن اور سنت کے فہم کی بات کرتے ہیں تو سلف کا فہم جو ہے سب سے آگے ہے سب سے معتبر ہے اس کے متعلق آپ بات کریں گے تو اجمال اور ابہام ختم ہو جاتا ہے۔

پھر شیخ ربیع المدخلی حفظہ اللہ ایک پیاری بات کرتے ہیں کچھ مثالیں بھی دیتے ہیں اس موضوع کے تعلق سے اس پر میں پہلے بھی بات کر چکا ہوں کہ بعض ایسے الفاظ ہیں جیسا کہ جبر کا لفظ ہے اب جبر کا لفظ جو ہے کہ انسان مجبور ہے یا نہیں مجبور ہے اب یہ مجمل لفظ ہے:

(۱) جو کہتے ہیں مجبور ہے غلط ہے۔ (۲) جو کہتے ہیں مجبور نہیں ہے وہ بھی غلط ہے۔

(۳) اور بعض سلف نے کہا ہے کہ جبر کا لفظ شریعت میں ہے ہی نہیں۔

پھر یہ لفظ آیا کہاں سے؟! یہ مخالفین کی طرف سے آیا ہے جو تقدیر کے منکر ہیں:

(۱) جو جہمی ہیں انہوں نے کہا کہ انسان مجبور ہے۔ (۲) قدریوں نے کہا کہ انسان خود مختار ہے۔

تو اس آپس میں ایک دوسرے کو جواب دینے کے لیے دونوں الفاظ جو ہیں غلط الفاظ ہیں اور ایسے الفاظ استعمال کر کے تقدیر پر ان کو بیان کرنا بھی درست نہیں ہے سننے والا جو ہے وہ اس مسئلے کو سمجھ نہیں پائے گا۔ اس لیے تقدیر کے مسئلے کو دیکھیں آپ سب سے پیچیدہ مسئلہ سمجھا جاتا ہے کیوں؟ کیونکہ اکثر لوگ وضاحت نہیں کرتے اور اجمال سے کام لیتے ہیں، یا الفاظ اُن کے مجمل ہوتے ہیں جن میں تفصیل اور بیان نہیں ہوتا۔

امام ابن حزم رحمہ اللہ آخر میں بڑی پیاری مثال دیتے ہیں کہ اجمال کتنا خطرناک ہے اور کتنی یعنی عجیب بات ہے کہ اگر اس مثال کو سمجھ لیں گے تو پتہ چلے گا کہ اجمال سے کتنی بڑی غلط فہمی اور قباحت ہو سکتی ہے۔

امام ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

" والكلام إذا أُجمل اندرج فيه تحسين القبيح وتقبيح الحسن "(اگر بات کو اجمال سے بیان کیا جائے تو اس میں جو قبیح ہے حسن لگتا ہے اور جو حسن ہے وہ قبیح لگتا ہے)۔

اس کی پھر مثال دے رہے ہیں:"ألا ترى لو أن قائلاً قال: ان فلاناً يطأ أخته"(کہ فلاں اپنی بہن سے ہمبستری کرتا ہے یا نکاح کرتا ہے) "لفحش ذلك ولاستقبحه كل سامع له"(تو کیسے اپنی بہن سے ہمبستری کرتا ہے کیسے اپنی بہن سے نکاح کرتا ہے تو یعنی بہت قبیح بات ہے کہ نہیں؟ قبیح بات ہے!)"حتى إذا فسر فقال "(اگر تفسیر اور مزید وضاحت کے ساتھ یہ کہتا ہے)"هي اخته في الإسلام"(اسلام میں اس کی بہن ہے)"ظهر فحش هذا الاجمال وقبحه!"(تو کتنا قبیح ہے یہ اجمال کہ بہن سے اس نے نکاح کیا ہوا ہے!)۔

کہنا کیا چاہیے؟ کہ مسلمان بہن سے نکاح کیا ہے؛اب ایک لفظ کی وجہ سے دیکھیں ابہام باقی رہا اور کتنی قبیح بات ہے! یہ حسن صحیح بات ہے غلط تو نہیں ہے کہ مسلمان بہن سے انسان شادی کرتا ہے کافر سے تھوڑی کرتا ہے واضح ہے کہ نہیں؟

تو ایک مسلمان کا لفظ نکال کر "مسلمان بہن" بہن اور نکاح دونوں لفظوں کو جوڑ دیا ہے بات تو صحیح ہے لیکن سننے والے کے لیے قبیح بات ہے کیوں؟ کیونکہ بہن سے نکاح کون کر سکتا ہے سگی بہن سے؟! تو سننے والے کو یہ لگتا ہے واقعی اس نے اپنی سگی بہن سے نکاح کیا ہوا ہے۔ بات واضح ہے کہ نہیں؟

تو امام ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ دیکھ لیں ایک چھوٹی سی مثال ہے کہ اگر مجملات سے کام لیا جائے تو کس طریقے سے حسن قبیح بن جاتا ہے اور قبیح حسن بھی ہو جاتا ہے (واللہ اعلم)۔

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضی بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس 44. یہ منہج السلف میں سے نہیں ہے-پوائنٹ نمبر 43 سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست کر دیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔

mp3 Audio